13

لوگ جو کچھ کہتے ہیں انہیں کہنے دو۔ ہوگا وہی جو خدا تعالیٰ کرے گا۔ کسی نبی کی جماعت نے آگ میں پڑے بغیر ترقی نہیں کی

(فرمودہ 23/جون 1950ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"میں جماعت کو ایک عرصہ سے اِس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ ہر چیز اپنی جنس کے مشابہہ ہوا کرتی ہے۔ کسی چیز کا ایک جنس میں سے ہو کر یہ خیال کر لینا کہ اُس کی شکل کسی اَور رنگ کی ہوگی عقل کے خلاف ہے۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس جو پھل ہے وہ خربوزہ ہے تو بہرحال اُس کا مزہ، شکل اور حالات خربوزہ سے ہی ملیں گے۔ اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس آم ہے تو اُس کا مزہ، شکل اور حالات آم سے ہی ملیں گے۔ ہمارا یہ امید کرنا کہ آم میں سے چھوٹے چھوٹے بیج نکل آئیں یا خربوزہ میں سے ایک بڑی سی گٹھلی نکل آئے غلط ہوگا۔

ہماری جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک مامور مِنَ اللہ کی جماعت ہے۔ اور مامور دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں آئے ہیں۔ بلکہ ایک حدیث کی رو سے دنیا میں ایک لاکھ بیس ہزار مامور مِنَ اللہ گزرے ہیں۔ 1 ان کے حالات ہمارے سامنے ہیں اور ان کی جماعتوں کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک لاکھ بیس ہزار ماموروں کے حالات ہمارے پاس نہیں۔ مگر جن کے نام قرآن کریم میں مذکور ہیں یا جن کا بائبل میں اور دوسری کتابوں نے ذکر کیا ہے اُن کے حالات تو ہمارے سامنے ہیں، وہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ ان نبیوں میں سے ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس کی

جماعت نے آگ میں پڑے بغیر یا خون کی ندیوں میں سے گزرے بغیر ترقی کی ہو۔

جب ہم قادیان میں تھے اور میں اِس مضمون کو بیان کرتا تھا تو لوگ حیران ہو کر میری طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ محض مبالغہ ہے اور ہمیں ہوشیار کرنے کے لئے لسّانی سے کام لیا جارہا ہے۔ اُس وقت اُن کا یہ کہنا جائز ہوسکتا تھا۔ قادیان میں ہماری مثال ایسی ہی تھی جیسے کسی امیر زادے کو کسی نے گود میں اُٹھالیا ہوا ہو۔ وہاں ہمیں بھی خدا تعالیٰ گود میں اٹھائے ہوئے تھا۔ اور اُس وقت اِن باتوں کا سُننا کانوں کے لئے عجیب معلوم ہوتا تھا اور کسی کو اِس بات پر یقین نہیں آسکتا تھا کہ ہمیں بھی آگ میں سے گزرنا ہوگا ہمیں بھی خون کی ندیوں میں سے چل کر اپنے مقصد کو حاصل کرنا ہوگا۔ مگر وہ دن بھی آئے کہ جماعت ایک حد تک آگ اور خون کی ندیوں میں سے گزری۔ اور جہاں تک جائیدادوں کے رہ جانے کا سوال ہے ہماری جماعت کا ایک معقول حصہ جو دس یا بارہ فیصدی سے کسی صورت میں بھی کم نہیں کُلّی طور پر اپنی جائیدادوں سے محروم کر دیا گیا۔

اِس واقعہ کے بعد ہمیں سمجھ لینا چاہیے تھا کہ ہمارا یہ خیال کہ ہم صاحبزادوں کی طرح اپنی زندگیاں گزار دیں گے اور گزشتہ نبیوں کی جماعتوں کے سے حالات میں سے نہیں گزریں گے محض ایک دھوکا ہے۔ مگر یہ نہایت ہی حیرت انگیز اور قابلِ افسوس بات ہے کہ میں اب بھی دیکھتا ہوں کہ بجائے اِس کے کہ ہم میں اب یہ احساس پیدا ہو جاتا کہ ہمیں بھی آگ اور خون کی ندیوں میں سے گزرنا پڑے گا ہم اِس واقعہ کو بُھول گئے ہیں اور ہماری جماعت نے اِس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ اُس نے دوسرے لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ شریک کر دیا تا وہ اِس واقعہ پر ہنسیں نہیں۔ اگر یہ واقعات صرف ہم پر ہی گزرتے تو دوسرے لوگ ہم پر ہنستے۔ اُن کا منہ بند کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اُن کو بھی ہمارے ساتھ شریک کر دیا۔ لیکن اِس کے یہ معنے نہیں تھے کہ یہ کوئی نرالی چیز تھی۔ اِس کا یہ مطلب تھا کہ تمہیں آگ میں پڑنے اور خون کی ندیوں میں چلنے کی عادت نہیں تھی۔ تمہیں اِس کی عادت ڈالنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ تم شرمندگی محسوس نہ کرو۔ اِس احسان کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے تھا کہ ہم اپنے دلوں میں پختہ طور پر یہ چیز بٹھا لیتے کہ ہمیں بھی اُنہی حالات میں سے گزرنا ہوگا جن حالات میں سے گزشتہ انبیاء کی جماعتیں گزریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بجائے اِس کے کہ جماعت کو اِس بات کا احساس ہو اِن واقعات کو دیکھ کر ہمارے دوست اِس طرح گزر جاتے ہیں

جس طرح چکنے گھڑے پر سے پانی۔ مثلاً یہ دیکھا جا رہا ہے کہ کس طرح پاکستان میں ہمارے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور مجلسوں میں لوگوں کو اُکسایا جاتا ہے کہ وہ ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیں۔ ہماری جائیدادوں کو لُوٹ لیں۔ اور دوسرے لوگوں کو یہ تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مکانات پر نشان لگالیں تا قتلِ عام کے وقت اُنہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔ سارے پاکستان میں ایسا ہو رہا ہے مگر کیا کسی نے اِس پر نوٹس لیا ہے؟ کیا تم اتنے بیوقوف ہو کہ تم اِن باتوں کو سمجھ نہیں سکتے کہ کسی وقت بھی ایسا ہو سکتا ہے اور تمہیں ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

گورنمنٹ بھی افراد سے بنی ہے اور وہی لوگ جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں اُن میں سے بعض گورنمنٹ کے رُکن ہیں۔ گورنمنٹ کا کام امن قائم کرنا ہے، گورنمنٹ کا کام اِس قسم کے فتنوں کو دبانا ہے۔ مگر وہ دیکھ رہی ہے اور اِس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ پولیس کے آدمی جاتے ہیں اور وہ ان مجالس میں جا کر ڈائریاں لیتے ہیں لیکن وہ اِس قسم کی باتوں کا ڈائریوں میں ذکر نہیں کرتے۔ بعض جگہوں میں تو ڈائریاں لی ہی نہیں جاتیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس جگہ کی مقامی پولیس دل سے اُن کے ساتھ ہے۔ اور بعض جگہ پولیس نے ڈائریاں لی ہیں لیکن ضلع کے حکام نے حکومت تک اُن باتوں کو پہنچایا نہیں۔ ایک جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو احمدیوں کو قتل کرے؟ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا میں حاضر ہوں۔ پولیس نے ڈائری نہیں لکھی۔ لیکن ایک مجسٹریٹ نے جو وہاں موجود تھا اپنی ڈائری میں یہ بات لکھ دی کہ میرے سامنے مقرر نے سوال کیا کہ تم میں سے کون کون فلاں فلاں احمدیوں کو قتل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے کہا میں اِس کام کے لئے حاضر ہوں اور اپنا نام پیش کرتا ہوں۔ جب پولیس کے افسروں سے پوچھا گیا کہ کیوں پولیس کی ڈائری میں یہ بات نہیں آئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ آدمی پاگل تھا اِس لئے اِس واقعہ کو نہیں لکھا گیا۔ یعنی جب شرارت کا پتہ لگ گیا تو یہ کہہ دیا گیا کہ وہ پاگل تھا۔ حالانکہ اگر کھڑا ہونے والا پاگل تھا تو کیا تقریر کر کے اشتعال دلانے والا بھی پاگل تھا؟ مگر ہم نے اپنے طور پر تحقیق کی ہے وہ شخص ہرگز پاگل نہیں ایک کام کاج کرنے والا آدمی ہے۔

یہ واقعات تمہاری نظروں کے سامنے ہیں لیکن تم اِس طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اِن حالات میں جہاں بھی تم ہو تمہاری موجودہ حالت عارضی ہے۔ اگر کسی کو پتہ لگ جائے کہ وہ موت کے گھاٹ پر

کھڑا ہے تو وہ چوکنّا ہو جاتا ہے، اُس کی حالت اَور ہوتی ہے، اُس کی قربانیاں اَور ہوتی ہیں، اُس کی نماز اور روزے اَور ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں ساری جماعت کی موت کا سوال ہے اور تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔ تم میں سے کسی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دو دن کا ہوتا ہے کہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کے ماں باپ کی آنکھیں رو رو کر سُوج جاتی ہیں، سجدوں میں گرگر کر اُن کے ماتھوں پر نشان پڑ جاتے ہیں وہ کئی کئی راتیں جاگ جاگ کر کاٹ دیتے ہیں۔ لیکن اِس کے مقابلہ میں جب تمہیں یہ نظر آ رہا ہے کہ ساری احمدیہ جماعت موت کے منہ میں جا رہی ہے، تمہیں یہ نظر آ رہا ہے کہ ساری جماعت ایک آتش فشاں پہاڑ پر کھڑی ہے۔ تمہاری آنکھیں سُوجتی نہیں، تمہارے ماتھوں پر نشان نہیں پڑتے، تمہاری راتیں بیداری میں نہیں کٹتیں، تمہارے دلوں میں ذرا بھی تو احساس پیدا نہیں ہوتا کہ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا دماغ مومن ہے دل مومن نہیں۔ تمہارے دماغ نے جب یہ سنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور اس کے دلائل سنے تو وہ اُس پر ایمان لے آیا۔ یا یوں کہو کہ وہ چُپ کر گیا۔ تمہارے دماغ نے جب یہ سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی یہ یہ نشانیاں ہیں تو وہ ایمان لے آیا۔ یا یوں کہو کہ وہ چُپ کر گیا۔ لیکن تمہارا دل ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ جب دل ایمان لاتا ہے تو انسانی جذبات میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور جذبات میں جوش پیدا ہوتا ہے تو انسان کی حالت کچھ اَور ہو جاتی ہے۔ جہاں تک کافر جماعت اور مومن جماعت کے مقابلہ کا سوال ہے ایک، دو، چار، پانچ یا بیس سے تیس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اُس وقت مومن جماعت پر جنون طاری ہوتا ہے۔ اور ایسے جنون والا ایک بھی ایک کروڑ پر غالب آ جاتا ہے۔ اس جنون والے پانچ آدمی پانچ کروڑ پر غالب آ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ظاہری مقابلہ کا سوال ہے ایک شخص کے لئے دو تین اشخاص کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنا مشکل ہے۔ مگر جب جنون پیدا ہو جاتا ہے تو اُس وقت دس بیس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ایک پاگل آدمی کو لے لو بلکہ پاگل آدمی تو کیا ایک باؤلا کُتا ہی جب شہر میں آ جاتا ہے تو ساری پولیس اُس کے پیچھے ہو جاتی ہے، سارے محلّہ والے بلکہ سارے شہر والے اُس کے پیچھے دوڑ رہے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے بہادر چُھپ چُھپ کر اپنی جانیں بچا رہے ہوتے ہیں اور اپنے بچوں کو گھروں کے دروازے بند کر کے چُھپا رہے ہوتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ کُتا نہیں باؤلا کُتا ہوتا ہے۔ اِسی طرح ایک انسان پر دو بھاری ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ مجنون ہوتا ہے تو

بعض دفعہ سارا شہر اُس سے ڈرتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُسے اپنی جان اور عزت کی کوئی پروا نہیں۔
اَور جگہوں کو تو جانے دو اِسی جگہ پر جب میں نے تقریر میں کہا کہ اگر تم تبلیغ کرو تو بلوچستان جیسے چھوٹے سے صوبے کو احمدی بنالینا کوئی مشکل امر نہیں تو پولیس کے بعض نمائندوں نے کتنا جھوٹ بولا۔ اُنہوں نے گورنمنٹ کے پاس ڈائریاں بھیجیں اور اُن کی نقل دوسرے صوبہ جات میں بھی بھجوائی گئی کہ امام جماعت احمدیہ نے تقریر کی ہے کہ گورنمنٹ کے محکموں میں جو بڑے بڑے احمدی افسر ہیں وہ اپنے ماتحتوں کو مجبور کر کے احمدی بنائیں۔ اور اگر وہ احمدی نہ ہوں تو اُنہیں دِق کر کے محکمے سے نکال دیں۔ اِس قسم کی ڈائریوں تک ہی بس نہیں کی گئی فوجی حکام کو بھی ورغلانے کی کوشش کی گئی کہ اُنہوں نے کیا کارروائی احمدی افسروں کے خلاف کی ہے۔ مگر جس طرح سِول میں اچھے افسر بھی ہیں اسی طرح فوج میں بھی شریف افسر ہیں۔ اُن افسروں نے اِن رپورٹوں پر کوئی توجہ نہ دی اور کہہ دیا کہ فوج میں امن ہے ہم ایسی تحریروں پر کارروائی کر کے خود فساد پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہمارے دشمن جب اِس کارروائی میں ناکام رہے تو اُنہوں نے پہلے افسروں پر جو بالا افسر تھے اُن کے پاس رپورٹیں کروائیں۔ مگر اُن کی طرف سے بھی یہ جواب دیا گیا کہ کوئی فساد بھی نظر آئے تو کسی کے خلاف کارروائی کی جائے۔ جب فساد ہے ہی نہیں تو ہم خود فساد کیوں پیدا کریں۔ ہاں اگر فساد پیدا کروانا ہے تو اَور بات ہے۔
مجھے ایک احمدی افسر نے بتایا کہ جب یہ ڈائری میرے پاس پہنچی کہ خطبہ جمعہ میں امام جماعت احمدیہ نے یوں کہا ہے تو میں نے کہا میں خود احمدی ہوں اور میں خود وہاں موجود تھا۔ میں نے وہ خطبہ جمعہ سنا ہے وہاں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی، تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اِس پر وہ پولیس کا نمائندہ فورًا بات بدل گیا اور کہنے لگا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔
غرض جہاں پاکستان میں ایک شریف عنصر ہے وہاں ایسا متعصب عنصر بھی ہے جسے پاکستان کے بھلے سے غرض نہیں۔ اُسے صرف اپنے دلی بُغض اور کینہ کے نکالنے سے غرض ہے۔ اور وہ پاکستان کو تباہ کرنا زیادہ پسند کرتا ہے بہ نسبت اِس کے کہ اُسے کوئی احمدی زندہ نظر آئے۔ اور ایسا عنصر جھوٹ، دھوکے اور فریب سے ہرگز پرہیز نہیں کرتا۔ جو افسر شرافت اور انصاف اور پاکستان کی محبت سے معاملہ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ایسے موقع پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ خواہ ایسی رپورٹوں پر کارروائی نہ کریں مگر ایسے

جھوٹوں کو کوئی سزا بھی نہ دیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر اُنہوں نے ایسا کیا تو یہ سوال انتظامی نہیں رہے گا بلکہ سیاسی ہو جائے گا اور اُنہیں اپنا دامن چُھڑوانا مشکل ہو جائے گا۔ پس اُن کا انصاف نصف راستہ تک چل کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں بعض افسروں نے سرکلر جاری کیا تھا کہ اُن کے محکمہ کے تمام ملازم یہ فارم پُر کر کے بھجوائیں کہ وہ کس کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور احمدی ہونے کی صورت میں یہ بھی لکھیں کہ قادیانی احمدی یا لاہوری احمدی۔ اِس سرکلر کی عبارت ظاہر کرتی ہے کہ اس سے کوئی نیا فتنہ کھڑا کرنا مقصود تھا۔ بعض غیر احمدی اخباروں نے بھی اس پر نوٹس لیا اور لکھا کہ اس تجویز سے صاف پتہ لگتا ہے کہ بعض فرقوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنا مقصود ہے۔ کسی فرد کے خلاف بے شک کارروائی کی جائے اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر کسی فرد کے خلاف کارروائی کرنا مقصود ہے تو پھر اُس کے فرقہ سے کیا مطلب؟ وہ خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ مجرم ہے تو آپ اُس کے خلاف کارروائی کریں۔ لیکن پہلے یہ دریافت کرنا کہ تمہارا فرقہ کونسا ہے اِس کے صاف معنے یہ ہیں کہ کسی فرد کی شرارت کی وجہ سے اُس کے خلاف کارروائی کرنا مقصود نہیں بلکہ کسی خاص فرقہ میں ہونے کی وجہ سے اُس کے خلاف کوئی شرارت کرنا مقصود ہے۔ اِن واقعات کو دیکھتے ہوئے ہماری جماعت کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے اندر ایک بیداری پیدا کر لیتی اور اُس آدمی کی مانند جو آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوتا ہے اپنے آپ کو تیار کر لیتی۔

خواہ کوئی دوبارہ غلط ڈائری لکھ لے اور گورنمنٹ کے پاس جھوٹی رپورٹ کر دے۔ واقعہ یہی ہے کہ تبلیغ کے بغیر ہمیں چارہ نہیں۔ (مگر اپنے رسوخ سے کام لے کر تبلیغ کرنا یا جبر کرنا یہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ یہ اُسی جھوٹے ڈائری نویس کے مذہب میں جائز ہے جو اپنے سے مختلف خیال رکھنے والے کو جبراً اپنے مذہب میں لانا جائز سمجھتا ہے۔ اُس ڈائری نویس کو ہمارے آئینہ میں صرف اپنی شکل نظر آتی ہے اور کچھ بھی نہیں) پس ایک طرف تبلیغ کرنی چاہیے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ تبھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ تبلیغ تمہاری تعداد کو بڑھائے گی اور دعائیں خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچیں گی۔ تبلیغ سے ہر درجہ اور حلقہ کے لوگ احمدی ہوں گے یا پھر اُنہیں کم از کم یہ پتہ لگ جائے گا کہ احمدی کیسے ہوتے ہیں۔ بے شک وہ احمدی نہ ہوں لیکن اُنہیں یہ تو پتہ لگ جائے گا کہ احمدیت کی تعلیم کیا ہے۔ اور جب اُنہیں احمدیت کی تعلیم کا پتہ لگ جائے گا

تو پھر اگر کوئی شخص احمدیوں کے خلاف اُن کے کان بھرنے کی کوشش کرے گا تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ہم جانتے ہیں کہ احمدی ایسے نہیں ہیں۔ لیکن اگر وہ احمدیت کی تعلیم سے واقف نہیں تو جس طرح کوئی اُن کے کان بھرے گا اُن کے پیچھے لگ جائیں گے۔ گویا تبلیغ کے ذریعہ ہمیں دو فائدے حاصل ہوں گے۔ اول جو لوگ صداقت کو قبول کرنے کی جرأت رکھتے ہیں وہ صداقت کو قبول کر لیں گے۔ اور جو صداقت کو قبول کرنے کی جرأت نہیں رکھتے وہ ہمارے حالات سے واقفیت کی بناء پر کلمۂ خیر کہا کریں گے۔ (اِسی طرح گزشتہ سال کی جھوٹی رپورٹ کو لے لو۔ اگر افسران احمدی عقائد سے واقف ہوتے اور اُن کو معلوم ہوتا کہ احمدیت جبر سے مذہب پھیلانے کے سخت خلاف ہے بلکہ ان کے اس عقیدہ کی وجہ سے مولویوں نے اُن پر کفر کے فتوے لگائے ہیں تو جس بڑے افسر کے پاس یہ جھوٹی رپورٹ جاتی وہ بُلا کر اُس سے جواب طلب کرتا کہ تمہارے مولوی تو احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں کہ یہ لوگ جبراً مذہب بدلوانے کے خلاف ہیں تو آج اپنے مولویوں والا عقیدہ تم نے احمدیوں کی طرف کس طرح منسوب کر دیا۔)

دعاؤں سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ بے شک رحیم اور رحمٰن ہے مگر اُس کے سامنے جھکنے اور آہ وزاری کرنے سے جو اُس کی مدد کا احساس ہوتا ہے وہ ویسے نہیں ہوتا۔ ویسے تو وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے خود ہی یہ قانون بنا رکھا ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے اُس کا ظاہر میں بھی ہونا ضروری ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا یہ قانون موجود ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ جو چیز دل میں ہوگی وہ ظاہر میں بھی ہوگی۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ علّام الغیوب ہے جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے، مجھے دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ وہ دل کے بھیدوں کو جانتا ہے اُسی نے یہ بتایا ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے اُس کا ظاہر میں بھی ہونا ضروری ہے۔ تمہارے دل میں اگر کوئی چیز ہے تو ضروری ہے کہ وہ ظاہر میں بھی ہو۔ پس اِس قانون کے مطابق اگر تمہارے دل میں کوئی دکھ ہے تو اُس کا الفاظ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے سامنے نکلنا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں ہو رہا تو یا تم خود دھوکا میں ہو یا ہمیں اپنے دل کی جھوٹی پاکیزگی سے ڈرا رہے ہو۔

دعاؤں کی طرف توجہ کرنے سے صحیح قربانی کا احساس ہوتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جتنا بڑا کام ہمارے سپرد ہے اُس کے مقابلہ میں ہماری قربانی ہیچ ہے۔ دنیا بھر میں جماعتیں قائم کرنا، اپنے ملک

کے لوگوں کو احمدیت کی طرف متوجہ کرنا بہت بڑا کام ہے اور اِس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اِس کے مقابلہ میں ہماری قربانیاں کچھ بھی نہیں۔ اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو لوگ تبلیغ کرتے ہی نہیں اور جو تبلیغ کرتے ہیں وہ مجنونانہ رنگ میں نہیں کرتے۔ یہی علاقہ جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ بہت چھوٹا سا ہے اگر تم کوشش کرو، تبلیغ کرو اور ہمدردی کے جذبات لے کر لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ سارا علاقہ احمدی ہوسکتا ہے۔ اِس بات پر تین سال گزر گئے ہیں لیکن اِس کام کو کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ بے شک کُتّے بھونکتے رہیں گے اور قافلہ چلتا رہے گا۔ کیا تم اُن لوگوں کی باتوں سے ڈر جاؤ گے جو جھوٹ بول کر تمہارے خلاف افسروں کو بہکاتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کی صداقت تمہاری نظروں میں چھوٹی ہے اور جھوٹوں کا جھوٹ بڑا ہے؟ کیا اِس حقیقت سے کوئی انکار کرسکتا ہے کہ یہ علاقہ چھوٹا سا ہے؟ یا کیا کوئی اِس حقیقت سے انکار کرسکتا ہے کہ ہمدردی کا جذبہ اگر ہو تو یہ سارا علاقہ احمدی ہوسکتا ہے؟ لیکن واقع یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد میں احساس نہیں کہ وہ اپنا رستہ چھوڑ کر تبلیغ کرے۔ بہت سے لوگ صرف سلام کہنے کو ہی تبلیغ سمجھ لیتے ہیں۔ کسی کو سلام کہہ دیا اور کہہ دیا کہ ہماری فلاں میٹنگ میں تشریف لانا اور اُس نے وعدہ کرلیا تو خوشی سے گھر چلے گئے اور سمجھ لیا کہ ہم نے بڑی تبلیغ کی ہے۔ یا کسی سے چند باتیں کیں اور اُس نے ہاں میں ہاں ملا دی تو سمجھ لیا کہ لوگ احمدیت کی طرف توجہ کررہے ہیں۔ لیکن یہ تبلیغ نہیں۔ تبلیغ یہ ہے کہ حق کو دوسروں پر کھولا جائے اور اُنہیں دعوت دی جائے کہ وہ اُس کو قبول کریں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ جب کبھی بھی کسی مامور کی جماعت کو خدا تعالیٰ غلبہ دیا کرتا ہے تو پہلے وہ افراد پیدا کیا کرتا ہے پھر غلبہ دیا کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہوا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہوا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ایسا ہی ہؤا اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ خدا تعالیٰ لاکھ دو لاکھ افراد کو دنیا پر غالب کردے۔ وہ پہلے لاکھ دو لاکھ کو دس بیس کروڑ بنائے گا اور پھر اُنہیں غلبہ بخشے گا۔ اور یا اگر ہمیں خدا تعالیٰ نے فردی طور پر ترقی دی تو پھر کسی ایسے ملک میں جس کی آبادی پانچ چھ لاکھ کی ہو دو تین لاکھ آدمی اِس جماعت میں داخل کرے گا اور اُس جگہ پر احمدیت کو غلبہ عطا کرے گا۔ اور پھر ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے ملک پر غلبہ عطا کرتا جائے گا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ افراد میں کثرت کے بغیر کسی جماعت کو پہلا غلبہ عطا کرے۔ اگر ہمارے پاس افراد کی زیادتی نہیں تو ہم دنیا میں صحیح جمہوریت کو قائم نہیں کرسکتے۔

اسلام جبر کو جائز نہیں سمجھتا اگر ہم تھوڑی تعداد کے ذریعہ دنیا میں حکومت کو قائم کریں گے اور اسلامی نظام کو دنیا میں جاری کریں گے تو یہ ظلم ہوگا اور اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اسلام کی بناوٹ ہی اِس قسم کی ہے کہ وہ صحیح جمہوریت کو قائم کرتا ہے۔ پس غلبہ حاصل کرنے کا قاعدہ یہی ہے کہ پہلے چھوٹے چھوٹے ملکوں میں اکثریت بنائی جائے اور غلبہ حاصل کیا جائے اور اُس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے ملک پر غلبہ حاصل کیا جائے۔

ہمارا بیج پھینکنے کا زمانہ بہت لمبا ہو گیا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں بیج پھینکنے میں نہایت شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ایک چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود اُس کے افراد کا ہندوستان، چین، ملایا، انڈونیشیا، آسٹریلیا کے قریب کے جزائر، عراق، افغانستان، ایران، شرقِ اردن، شام، فلسطین، لبنان، مصر، سعودی عرب، ایبے سینیا، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، سپین، فرانس، جرمنی، اٹلی، انگلینڈ، ویسٹ افریقہ، ایسٹ افریقہ، یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ اور کئی اَور ممالک میں جن کے نام بھی ہمیں معلوم نہیں ایک ایک، دو دو یا دس بیس یا سَو دو سَو یا ہزار دو ہزار اور بعض جگہوں میں پچاس پچاس ہزار کی تعداد میں پایا جانا ایسی فتح ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ استحکامِ دین کا ثبوت نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے اسے استحکامِ دین کا ایک ذریعہ بنا دیا ہے۔ اور استحکامِ دین کا ذریعہ اور اس کا مستحکم ہونا دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ جیسے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہونے سے اُس کی نسل کے قیام کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ لیکن کیا اِس سے اُس کی نسل قائم بھی ہو جاتی ہے؟ نہیں۔ بلکہ پہلے وہ بچہ زندہ رہتا ہے اور اِتنی لمبی زندگی پاتا ہے کہ وہ بالغ ہوتا ہے اور شادی کے قابل ہوتا ہے۔ پھر اُس کے لئے بیوی تلاش کی جاتی ہے۔ دونوں میاں بیوی آپس میں ملتے ہیں اور اُن کے ہاں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ تب ہم کہتے ہیں کہ فلاں کی نسل قائم ہوگئی۔ اِسی طرح ہماری جماعت کے افراد کا ہر ملک میں پھیل جانا استحکامِ دین کا ایک ذریعہ تو بن گیا لیکن ذریعہ نتائج پیدا نہیں کیا کرتا۔ نتائج کے لئے ہمیں ایک اَور قدم آگے اٹھانا ہوگا اور کسی نہ کسی ملک میں احمدیت کی اکثریت پیدا کرنی ہوگی۔ ہمیں پتہ نہیں کہ پہلے یہ امر کہاں نصیب ہوگا۔ لیکن ہر جماعت کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اِس امر کے حاصل کرنے میں اول ثابت ہو۔

دشمن جھوٹ بولتا ہے تو اُس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اگر جھوٹ بولتا ہے تو اپنا انجام ہی خراب کرتا ہے۔ اِسی جگہ پر میرے متعلق جنہوں نے جھوٹ بولا وہ سمجھتے تھے کہ حکومت کے افسر

ہمارے ساتھ ہیں اِس لئے ہمارا احمدی کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب سے بالا افسر ہے وہ جھوٹے کو خود سزا دے گا۔ خدا تعالیٰ کی سزا سے کوئی حکومت جھوٹے کو نہیں بچا سکتی۔ ان جھوٹے ڈائری نویسوں کی نظریں انسانوں پر پڑتی ہیں لیکن ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اُنہوں نے جھوٹ بولا ہے اور اُنہیں اس جھوٹ کی یا تو اِسی جہان میں سزا مل جائے گی اور اُنہی افسروں کے ہاتھوں سے جن کی مدد کے بھروسے پر اُنہوں نے اِتنا بڑا جھوٹ بولا اور میری طرف ایک بالکل غلط بات منسوب کر دی یا پھر اگلے جہان میں سزا ملے گی اور وہ سزا اِس دنیا کی سزا سے بھی سخت ہے۔

پس تم اِس چیز کی پرواہ مت کرو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اُنہیں کہنے دو۔ ہوگا وہی جو خدا تعالیٰ کرے گا۔ مگر خدا تعالیٰ وہی کرے گا جس کے کرنے کی اُسے دعوت دی جائے گی۔ اور اُسے دعوت اِس طرح دی جاتی ہے کہ انسان اُس کی محبت میں بڑھتا جاتا ہے اور دوسروں کو اُس کی طرف دعوت بھی دیتا ہے۔''

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

''میں نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ پیر منظور محمد صاحب جنہوں نے قاعدہ یسرنا القرآن ایجاد کیا تھا وہ پرسوں فوت ہو گئے ہیں۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سالے تھے۔ ہم جتنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں پیر صاحب اُن کے استاد تھے بلکہ ہم تینوں بھائیوں اور ہماری بہن مبارکہ بیگم کو قرآن کریم پڑھانے کے زمانہ میں ہی انہوں نے قاعدہ یسرنا القران ایجاد کیا تھا۔

اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اَور صحابی حکیم سید محمد قاسم میاں صاحب شاہ جہان پوری فوت ہو گئے ہیں۔ قاسم صاحب اکثر قادیان آتے رہتے تھے اور دیر دیر تک قادیان رہا کرتے تھے۔ حافظ مختار احمد صاحب شاہ جہان پوری کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ ہندوستان کے گزشتہ فسادات میں جو تباہی مسلمانوں پر آئی اُس کا صدمہ اِن پر گراں گزرا اور اِسی صدمہ کی وجہ سے وہ نڈھال ہو گئے اور فوت ہو گئے۔ ان کا جنازہ بھی میں نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔''

(الفضل مورخہ 5 جولائی 1950ء)

1: کنز العمال جلد 16 صفحہ 132 مطبوعہ حلب 1977ء